147796-اگر منگنی میں ایجاب وقبول ہو تو نکاح ہو جائیگا

سوال

برائے مہربانی مجھے یہ فتوی دیں کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ منگنی اور لڑکے لڑکی والوں کا اس عورت کے مہر پر متفق ہو جانا جس سے شادی کرنی ہو مثلا ایک لاکھ ریال پر اتفاق ہو جائے تو اس سے مرد کے لیے وہ عورت حلال ہو جاتی ہے، کیونکہ نکاح پڑھنا تو سنت ہے، یہاں ایجاب وقبول واجب یعنی آدمی کا عورت سے نکاح قبول کرنا واجب ہے ؟

پسندیدہ جواب

اول :

منگنی اور عقد نکاح میں فرق ہے : منگنی یہ ہوتی ہے کہ عورت سے نکاح کی رغبت ظاہر کرنے کو خطبہ یا منگنی کہا جاتا ہے، غالب طور پر اس میں عورت کے ولی کی جانب سے ایجاب نہیں ہوتا کیونکہ وہ مہلت لیتا اور جس کا رشتہ طلب کیا گیا ہے اس لڑکی رائے معلوم کرتا ہے، اور بعض اوقات عورت کا ولی شادی کا وعدہ کر لیتا ہے.

لیکن عقد نکاح کے کچھ ارکان اور شروط ہیں : ارکان میں ایجاب وقبول شامل ہے، عورت کے ولی یا اس کے وکیل کی جانب سے ایجاب اور خاوند یا اس کے وکیل کی جانب سے قبول ہوتا ہے.

لہذا اگر باپ ولی ہو تو وہ یہ کہے گا کہ میں نے اپنی فلاں بیٹی کا تیرے ساتھ نکاح کیا، اور خاوند کہے گا میں نے فلاں عورت سے شادی قبول کی.

کشاف القناع میں درج ہے :

"ایجاب وقبول کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا، ایجاب عورت کے ولی یا اس کے قائم مقام کی جانب سے صادر الفاظ کو کہا جاتا ہے" انتہی بتصرف

دیکھیں : کشاف القناع (5/37).

اور بعض فقہاء کرام مثلا حنابلہ نے شرط لگائی ہے کہ قبول پر ایجاب مقدم ہے یعنی پہلے عورت کے ولی کی جانب سے ایجاب ہوگا اور پھر خاوند قبول کریگا"

دیکھیں : المغنی (61/7).

اسی طرح عقد نکاح صحیح ہونے کے لیے دو عادل مسلمان افراد کی گواہی بھی ضروری ہے.

دوم :

کچھ نکاح تو بغیر منگنی کے ہی ہو جاتے ہیں، اور عورت کی رضامندی سے دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول ہو تو اس طرح یہ نکاح ہو جائیگا، پہلے زمانے میں ایسا ہوا کرتا تھا بلکہ اس وقت بھی ہوتا ہے.

یہ نہیں کہا جائیگا کہ نکاح سنت ہے اور صرف ایجاب وقبول واجب ہے، بلکہ ایجاب وقبول ہی عقد نکاح ہے اور یہ کلام سے ہی ہوجاتا ہے اس کے لیے لکھنا اور رجسٹر کرنا شرط نہیں، بلکہ حقوق کی توثیق کے لیے نکاح رجسٹر کرایا جاتا ہے تاکہ حقوق تلف نہ ہوں.

اسی طرح یہ بھی شرط نہیں کہ نکاح کرنے والے نکاح رجسٹرار ہونا چاہیے، بلکہ عورت کے ولی اور خاوند کے درمیان ایجاب وقبول ہو تو نکاح ہوجائیگا.

سوم :

اور اگر منگنی میں ایجاب وقبول ہوجائے اور وہ بعد میں عقد نکاح پر متفق ہوں تو عقد نکاح اس وقت ہوگا جب وہ نکاح کریں گے؛ کیونکہ یہ صراحت ہے کہ منگنی میں جو ہوا ہے وہ عقد نکاح نہیں.

اور اگر منگنی میں ایجاب وقبول ہوا اور عقد نکاح کا بعد میں وعدہ نہ کیا گیا ہو اور نہ ہی انہوں نے اس ذکر تک کیا ہو تو یہاں ان کے ہاں عادت اور رواج کے مطابق عمل کیا جائیگا، کہ اگر ان کے ہاں عادت اور رواج ہو کہ اسے عقد نکاح کے لیے وعدہ شمار کیا جاتا ہو اور عقد نکاح نہیں تو پھر اس سے عقد نکاح نہیں ہوگا.

لیکن اگر ان کے ہاں عادت ہو کہ یہی عقد نکاح شمار ہوتا ہے تو پھر اسے عقد نکاح تسلیم کیا جائیگا.

شیخ ابن علیش مالکی رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا :

درج مسئلہ میں آپ کی رائے کیا ہے ؟

اگر ایک شخص دوسرے کو اپنی بیٹی یا اپنے بیٹے کے رشتہ کے لیے بھیجے تو اس نے وہ رشتہ قبول کرلیا اور رخصتی کے وقت عقد نکاح کا وعدہ کرلیا اور اسے لباس وغیرہ بھیج دیا، پھر عورت کے گھر والوں کو پیغام بھیجا کہ اس کی رخصتی کردیں تو انہوں نے لڑکی کو تیار کرکے اس کے ساتھ بھیج دیا اور اس شخص نے بغیر گواہوں اور عقد کے دخول کرلیا یہ گمان کرتے ہوئے کہ والدین کی جانب سے عقد ہوچکا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

"اس شخص اور عورت کے مابین علیحدگی کرانا واجب ہے اور یہ نہیں کہا جائیگا کہ نکاح فسخ ہوگیا ہے؛ کیونکہ نکاح تو ہوا ہی نہیں، اور اسے استبرا رحم کرنا ہوگا...

تحفہ کی شرح میں علامہ تاودی کہتے ہیں :

"ابو سالم ابراہیم جلالی سے دریافت کیا گیا کہ : لوگوں کی عادت ہے کہ ایک شخص اپنے یا اپنے بیٹے کے لیے کوئی شخص کسی عورت کا رشتہ طلب کرتا ہے تو عورت کے گھر والے وہ رشتہ قبول کرکے رخصتی کی رات عقد نکاح کرنے کا وعدہ کرلیتے ہیں، پھر منگیتر اسے مہندی وغیرہ اور مختلف تقریبات پر لباس وغیرہ بھیجتا ہے، منگنی کے وقت عورتیں وہاں جاتی ہیں اور لوگوں کو بھی علم ہے کہ فلاں عورت نے فلاں شخص سے شادی کی ہے پھر اس شخص کو موت آجاتی ہے یا کوئی اختلاف پڑجاتا ہے تو کیا کیا جائیگا ؟

شیخ کے جواب کا ماحاصل یہ ہے :

اگر تو ان کے ہاں یہ عادت ہے کہ منگنی اور اس رشتہ کو قبول کرنا یہ عقد نکاح کے لیے راستہ ہموار کرنا ہے اور عقد نکاح رخصتی کے وقت ہوگا، تو ان کے مابین جو کچھ ہوا اسے لازم نہیں کیا جائیگا، بلکہ یہ تو ایک دوسرے کی طرف میلان ہے تو اس میں نکاح منعقد نہ ہونے میں کوئی اشکال نہیں اور نہ ہی اس صورت میں نکاح کے احکام مرتب ہونگے.

اوراگران کے ہاں یہ عادت ہوکہ یہ عقد نکاح کی جگہ ہوتا ہے.... توپھر اس نکاح کے منعقد ہونے میں کوئی اشکال نہیں، اوراس کے نتیجہ میں نکاح کے احکام مرتب ہونگے.

اوراگر حالت مجہول ہووہ اس طرح کہ اگران سے دریافت کیا جائے کہ: کیاان کا ارادہ وعدہ کا تھا، یاکہ تنفیذ کا اوروہ کوئی جواب نہ دین تواس صورت میں المزدغی کا فتوی یہ ہے کہ:

نکاح منعقد ہوگا اوراس کے احکام لاگو ہونگے، لیکن البقینی نے اس کے خلاق عدم نکاح کا فتوی دیا ہے.

پھر تاودی کہتے ہیں: حاصل یہ ہے کہ: اگر توان کے ہاں عادت ہوکہ منگنی اوراس رشتہ کو قبول کرنا عقد نکاح شمار کیا جاتا ہو، چاہے خاونداورولی کے نائب کی جانب سے ہواورخاونداور بیوی دونوں رضامند ہوں توظاہر یہی ہوتا ہے کہ اس سے نکاح ہوجائیگا اورنکاح کے احکام مرتب ہونگے اوراگر عادت یہ ہوکہ اس سے صرف رشتہ قبول ہے سکوت یاوعدہ ہوتوپھر عقد نکاح نہیں ہوگا, واللہ اعلم.

عادت کوسکوت کی حالت میں دیکھا جائیگا، لیکن وعدہ کی تصریح کے وقت یعنی جب وعدہ کیا جائے کہ عقد نکاح رخصتی کی رات ہوگا توپھر نہیں؛ کیونکہ یہ چیز عادت کومنسوخ کرتی ہے، جب اسے عقد نکاح ثابت کیا جائے" انتہی

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن علیش (420/1) اوراتاودی (17/1) اورشرح میارۃ علی الحکام (155/1) بھی دیکھیں.

اس وقت غالب یہی ہے کہ لوگ منگنی اورعقد نکاح میں فرق کرتے ہیں.

واللہ اعلم.